از
مفتی عبدالقدوس آگرہ

ابھی چند روز کی بات ہے کہ جب میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس سے بنگلور سے واپس آیا تو میرے ایک کرم فرما نے (جو شمسی برادری سے تعلق رکھتے ہیں) کانپور کی ایک تقریب شادی کا دعوتی کارڈ دکھلاتے ہوئے یہ انکشاف کیا کہ اس کارڈ میں "عروس" کی ولدیت اصل طور پر شائع نہیں کی گئی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جن صاحب نے اسے گود "لے رکھا ہے انھیں کو اصل باپ کا درجہ دیدیا گیا ہے ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ہماری (شمسی) برادری میں آج کل گود لینے" اور "متبنّٰی" بنانے کا رواج بلکہ فیشن بہت زور پکڑتا جارہا ہے، ضرورت ہے کہ اس غلط رسم ورواج کی شرعی حیثیت واضح طور پر ظاہر کردی جائے۔

موصوف کی اسی فرمائش کے تحت سطور ذیل تحریر کی جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ان سطور کو اصلاح و نفع کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

گود لینے کو عربی میں تَبَنِّیَت اور منہ بولے بیٹے، یا لے پالک کو عربی میں مُتَبَنّٰی کہتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں نور اسلام پھیلنے سے پہلے تو ضرور یہ رواج تھا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے بیٹے کو گود لے لیتا تھا جس کے نتیجے میں اسے اس کا اصل بیٹا سمجھ لیا جاتا اور وہ اب اسی دوسرے "منہ بولے باپ" ہی کی جانب منسوب بھی کیا جاتا تھا ــــ

چنانچہ حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) ہونے کے باعث ایک مدت تک زید بن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے مشہور رہے اور ان کی اہلیہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بیٹے کی بیوی (بہو) ہی سمجھا جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو جاہلیت کا یہ رواج پسند نہ تھا اس لئے مخصوص طور پر نہایت وضاحت وصراحت کے ساتھ اس رواج کی تردید فرماتے ہوئے اس کو ختم کر دینے کے احکام نازل فرمائے گئے، بلکہ عملی طور پر یہ بھی کیا گیا کہ جب حضرت زید نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دیدی تو

اللہ تعالیٰ نے محفل ملائکہ میں حضرت زینب کا نکاح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منعقد فرما کر دنیا والوں کیلئے ایک عجیب و غریب مثال بھی قائم کر دی۔

اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ ہم مسلمان ذرا اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر اپنا دل ٹٹولیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس غلط رواج کو ختم کرانے کے لئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ مثال پیش فرمائی تھی کیا ہم میں سے کوئی بھی آج ایسا کوئی اقدام کر جانے کے لئے اپنے اندر ہمت پاتا ہے کہ وہ اس طرح "منہ بولے بیٹے کی بیوی" کو یا "منہ بولی بیٹی" یا "بہن" کو اپنے نکاح میں لے لے؟

اگر ہم میں سے کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر کیا ان آیات پر ہمارا ایمان صحیح تسلیم کیا جائے گا جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ احکام دئے ہیں، ملاحظہ ہوں یہ آیات:

(۱): وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ۔

(اللہ تعالیٰ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو (سچ مچ) تمہارا اپنا بیٹا نہیں بنا دیا ہے، یہ تو صرف تمہاری زبانی باتیں ہیں")

(ب):

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

("انھیں ــــ منہ بولے بیٹوں کو ــــ انکے اصلی باپ سے نسبت دے کر ہی پکارا کرو۔ خدائے تعالیٰ کے نزدیک یہی بات انصاف کی ہے")

(ج):

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ۔

("حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی شخص کے باپ نہیں ہیں)

تفسیر طبری میں ان آیات کی تفسیر کے تحت یہ حدیث بھی نقل کی ہے:

مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ مُتَعَمِّدًا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

("جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنے کو منسوب کرے گا، اللہ تعالیٰ اسپر جنت حرام فرما دے گا")

ان آیات و احادیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ موجودہ دور میں گود لینے کے ساتھ ساتھ نام و نسب کی تبدیلی اور اس کی وجہ سے غیر حرام رشتوں کی حرمت کا تصور یا غیر مستحق طور پر میراث کا استحقاق، یہ سب صریح احکام قرآنی کی خلاف ورزی ہے جس کا حق کسی کو بھی نہیں ہے۔

اس وقت جب کہ "متبنی بل" کا مسئلہ حکومت کے نزدیک مرکز توجہ اور زیر غور ہے ہمیں انتہائی مستعد اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کہ خدا نخواستہ ہمارے کسی غلط طرز عمل سے دین و مذہب پر کوئی زد نہ پڑنے پائے۔